حمد اور شکر کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق انتہا تک پہنچانا ہمارا فرض ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳؍مئی ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے یہ آیت تلاوت فرمائی:-

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝

(الصآفات: ٦)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

جہاں کہیں بھی روشنی کی کرن چمکتی ہے اُس کا منبع ربّ المشارق ہی ہمیشہ ہوتا ہے۔ طلوعِ نُور مختلف شکلوں میں اس دُنیا میں نظر آتا ہے۔ سورج کا طلوع ہے، چاند کا نکلنا ہے۔ تاروں کی چمک ہے۔ چہروں پر مسکراہٹوں کا آنا ہے دِلوں میں بشاشت کا پیدا ہونا ہے یہ سب نُور ہیں۔ نُور سے اِن کا تعلق ہے اور سب کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو ربّ المشارق ہے۔

اہل پاکستان ایک لمبا عرصہ تک امتحان اور ابتلا میں مبتلا رہے۔ ایک جنگ ہوئی ایک عالمگیر سازش کے نتیجہ میں پاکستان کے دوٹکڑے ہو گئے اور مشرقی حصّہ میں ہماری افواج اور پولیس اور شہریوں میں سے قریباً 90 ہزار قیدی بنا لئے گئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اِس حصّہ میں جو مغربی پاکستان تھا لاکھوں خاندان اور گھرانے ایسے تھے جنہوں نے ایک لمبا عرصہ پریشانی میں اپنے دن گذارے اور اُنہیں یہی احساس تھا کہ کچھ روشنیاں اُن سے چھین لی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نُور کے کچھ دروازے ان پر بند کر دیئے اور ایک لمبے ابتلا کے

بعد اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ وہ قیدی واپس آ گئے۔ ان گھروں میں ایک نور چمکا وہ غمگین احساس جو لمبا عرصہ روشنی کا منتظر تھا اُسے تسکین پہنچی اور اُنہیں اس لحاظ سے بھی خوشیوں کے دن دوبارہ ملے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ انسان کی خوشی کے ہزاروں سامان پیدا کرتا ہے لیکن یہ خوشی جو اپنے عزیزوں کی جُدائی کی وجہ سے چھینی گئی تھی۔ یہ روشنی، یہ چہروں کی بشاشت یہ احساسات کی تسکین جس سے وہ محروم تھے۔ وہ حالات بہتری کے اور نُور کے اور بشاشتوں کے اور چہروں کی مسکراہٹوں کے دوبارہ پیدا ہوئے۔ اس کے لئے سارا پاکستان آج اپنے اپنے رنگ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گا رہا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ذات وصفات کا عرفان اُس سے زیادہ بخشا ہے جو کسی اور جماعت کو ملا ہوا ہمیں نظر آتا ہے۔ ہمارے حمد کے جذبات اور شُکر کے احساسات شاید مختلف ہوں لیکن حمد اور شکر کے جذبات آج اہلِ پاکستان کے ہر گھر میں پائے جاتے ہیں اور اپنے اپنے رنگ میں سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد بھی کرنی ہے۔ اُس کا شکر بھی ادا کرنا ہے اور جب ہم سوچتے ہیں تو ایک سبق بھی ہمیں ملتا ہے کہ یہ جو دُنیا کی خوشیاں ہیں اس میں تو اللہ تعالیٰ مومن و کافر میں فرق نہیں کرتا جیسا کہ قرآن کریم میں وضاحت سے بیان ہوا ہے۔ ربّ العالمین اپنی مخلوق میں سے مومن کیلئے بھی تسکین اور خوشیوں اور ظاہری و مادی و دُنیاوی روشنیوں کے اور نُور کے سامان پیدا کرتا ہے۔ وہ سامان مومن کیلئے بھی ہوتے ہیں۔ مومن اور کافر میں فرق دُنیا کے نُور یا دُنیا کی تسکین یا دُنیا کی بشاشتوں کا نہیں، فرق تو دین اور دُنیا کا ہے۔ فرق تو اِس دُنیا کی اُن بشاشتوں کا ہے جو یہیں ختم ہو جاتی ہیں اور فرق اِس دُنیا کی اُن بشاشتوں کا ہے جو ابدالآباد اور نہ ختم ہونے والے زمانہ پر پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ یہ فرق ہے جو مومن اور کافر میں مابہ الامتیاز اور ایک فرقان پیدا کرتا ہے لیکن جہاں تک دُنیا کی تسکین اور دُنیاوی زندگی کے آرام کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں کافروں کو بھی دیتا ہوں اور بعض حالات میں مومنوں سے زیادہ ان کو مل جاتا ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔ بہرحال یہ ایک فرق ہے۔ ان جنگی قیدیوں میں شاید بعض عیسائی افسر اور سپاہی بھی ہونگے دوسرے بھی شاید ہوں لیکن عیسائی تو یقیناً ہوں گے اور اہل پاکستان کی حیثیت سے اُن کا یہ حق ہے جو ان کو ملتا ہے۔ بہرحال

عقیدہ کو نظر انداز کرتے ہوئے خوشی اور نور کی یہ لہر پاکستان کے ہر گھر میں داخل ہوئی اور تسکینِ قلب کا سامان پیدا کیا اس سے ہمیں یہ سبق لینا چاہیئے کہ وہ باتیں جو مشترک ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے فیصلے مشترک طور پر ہوتے ہیں اور جن فیصلوں میں عقائد وغیرہ کا فرق اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندے نہیں کرتے اس فرق کو نظر انداز کر کے دُنیا کی خوشیوں کے سامان ایک دوسرے کے لئے پیدا کرنے چاہئیں اور ایک مسلمان اور ایک احمدی کیلئے تو یہ نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے صحیح معنی مہدی معہود کے ذریعہ اسے سکھائے ہیں او اُسے علم ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:۱۱۱) کے کیا معنی اور کیا مفہوم ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ کسی کو دُکھ پہنچائے بلکہ حکم یہ ہے کہ ہر ایک کے دکھوں کو دُور کرنے ہر ایک کی خدمت کرنے ہر ایک کے سکون کا انتظام کرنے ہر ایک کی خوشی کیلئے جدوجہد کرنے کے لئے اُمتِ محمدیہ، اُمتِ مسلمہ اور اسکے دائرہ کے وسط میں جماعت احمدیہ پیدا کی گئی ہے۔ اس لئے ہم آج خدا تعالیٰ کی حمد سے پُر ہیں اور نماز میں بھی اور باہر بھی اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فضل بھی کیا اور ہمارے قیدی واپس آ گئے ویسے تو اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہم پر نازل ہوتی ہیں بارش کے قطروں سے بھی زیادہ اور ہمیں ہر ایک نعمت کے مقابلہ میں اُس کی حمد کرنی چاہیئے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور اگر کوئی انسانی کوشش اِس سکون کے لانے میں بروئے کار آئی ہے تو اُن انسانوں کا بھی ہمیں ممنون ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ذمہ داری کے نباہنے کی توفیق عطا کرے۔

دوسری بات جو اس وقت میں کہنا چاہتا ہوں وہ بھی حمدِ باری سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ بھی عزم مومنانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ ''صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ'' جس کا اعلان جلسہ سالانہ پر ہوا تھا اور جس کیلئے ''صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ'' قائم کیا گیا تھا۔ اس کے وعدے دس کروڑ سترہ لاکھ سے اُوپر نکل چکے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ اور ابھی تیرہ بیرونی ممالک کے وعدے ہمیں نہیں پہنچے۔ ان کا انتظار ہے اور جب مجھے یہ رپورٹ ملی ہے اُس کے بعد بھی کئی لاکھ کے وعدے آ چکے ہیں جو میرے علم میں ہیں لیکن میں نے ان کو شامل اس لئے نہیں کیا کہ

بعض دفعہ دو جگہ اطلاع آجاتی ہے۔ ممکن ہے اُنہیں پہلے اطلاع ہوگئی ہو اور مجھے بعد میں ملی ہو لیکن جو وعدے دفتر کے رجسٹر کے مطابق پہنچے ہیں وہ دس کروڑ سترہ لاکھ سے اُوپر جاچکے ہیں اور ہمارے دِل اس وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہیں۔

کل میں نے اپنے بچّوں سے (ان کی تربیتی کلاس کے اختتام کے موقع پر) کہا تھا کہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نئی ذمہ داریاں اپنی قائم کردہ جماعت یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر ڈالی ہیں تو اس سے ہم قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ نئی ذمہ داریاں اُمتِ محمدیہ کو جماعتِ احمدیہ کو بحیثیت مجموعی نئی طاقتیں بھی عطا کریں گی کیونکہ قرآن کریم نے ہمیں یہ بتایا کہ کسی پر اُس کی طاقت سے زیادہ ذمہ واری نہیں ڈالی جاتی۔ تو نئی ذمہ داریاں ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ کچھ نئی طاقتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُس کے بندوں کو اور اس کی جماعت کو ملیں گی اور جب کسی نئی طاقت کا مظاہرہ ہم دیکھتے ہیں مثلاً یہی کہ سن ۱۹۷۰ء میں جماعت نے ایک منصوبہ کیلئے صرف ۵۳ لاکھ کے وعدے کئے اور پھر اپنے وقت میں وہ وعدے پورے کردیئے۔ اس کے مقابلہ میں تین ساڑھے تین سال کے بعد جماعت کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت عطا کی (جو پہلی طاقت کے مقابلہ میں بیس گُنا زیادہ ہے) کہ دس کروڑ سے زیادہ مالی قربانی میں دے دے ویسے تو جماعت کی جدّوجہد اور کوشش مالی قربانی کے مقابلہ میں دوسرے میدانوں میں بیسیوں گُنا زیادہ ہے لیکن یہ ایک چیز ہم لیتے ہیں جو ایک نشان دہی کرنے والی چیز ہے۔ بیس گُنا بلکہ اس سے بھی زیادہ تین سال کے بعد مالی میدان میں اپنی حقیر قربانیاں اپنے ربّ کے حضور پیش کرنے کی طاقت دے دی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم اس تین سالہ عرصہ کے بعد ایک ایسے زمانہ میں داخل ہو چکے ہیں جب ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۱۹۷۰ء کے مقابلہ میں بیس گُنا زیادہ ذمّہ واریاں ڈالی جائیں گی اور اس کے لئے اُس نے طاقت دے دی اور اس عطا کردہ طاقت نے ہمیں یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں اور ہاں اس حقیر جماعت اِس دُنیا کی دھتکاری ہوئی جماعت اِس بے کس جماعت اس جماعت کو جس کو ہر طرف سے ایذاء کی باتیں سُننی پڑتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر اتنا فضل کیا کہ اس کو تین سال کے اندر پہلے سے بیس گُنا بلکہ اس سے بھی زیادہ طاقت عطا کی ہے۔

یہ اُس کا فضل ہے۔اس کی وجہ سے ہمارے دِل اُس کے شکر سے معمور ہیں اور ہماری زبانیں اُس کی حمد کے ترانے گا رہی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس قدر فضل جماعتِ احمدیہ پر کر رہا ہے اُس کا شکر نہ فرد کے بس کی بات ہے نہ جماعت کے بس کی بات ہے لیکن جس قدر ہم حمد کر سکیں اور اُس کا شکر کر سکیں وہ تو ہمیں کرنا چاہیئے یعنی حمد اور شکر کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق انتہا تک پہنچانا ہمارا فرض ہے اور ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ زندگی بھر بھی جتنے اُس کے فضل ہو چکے ہیں ان کا حمد اور شکر نہیں کر سکتے۔

تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عام انسانوں کی بھلائی کیلئے پیدا کیا ہے اور اس بھلائی کیلئے جو مختلف منصوبے جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیئے جاتے ہیں اور جماعت لبیک کہتی ہے اور قربانیوں کیلئے آگے بڑھتی ہے۔اس میں سے ایک چھوٹا سا منصوبہ ’’وقفِ عارضی‘‘ ہے۔ وقف عارضی والوں کو اور سائیکل چلانے والوں کو میری نصیحت ہے (میں مختلف رنگوں میں بات کیا کرتا ہوں بہرحال) جو بنیادی چیز ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں خادم بنایا گیا ہے اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ کا مفہوم بھی خدمت کی طرف اشارہ کرتا ہے لوگوں کی بھلائی اور خیر خواہی اور ان کی خدمت اور ان کے دکھوں کو دُور کرنے اور اُن کو سُکھ پہنچانے کے لئے اُمت محمدیہ پیدا کی گئی ہے پس خادم کے لئے اگر اُس نے صحیح خدمت کرنی ہو تو یہ ضروری ہے کہ اپنے مخدوم کی ضرورتوں اور دکھوں کا اور جس رنگ میں اُس کو خوشیاں اور سُکھ پہنچایا جا سکتا ہے پہنچایا جانا چاہیئے اور ان حالات اور ذرائع کا علم ہونا چاہیئے۔ اگر علم نہیں تو خدمت نہیں ہو سکتی پس خادم کا مخدوم کے ساتھ قریبی تعلق ہونا ضروری ہے اور مخدوم ہیں ساری دُنیا کے انسان اور خادم ہے یہ ایک چھوٹی سی جماعت۔اپنی سی کوشش کر کے ہر ایک کے ساتھ ایک تعلق پیدا کرنا چاہیئے۔ سائیکل سواروں کو میں نے کہا ہر گاؤں میں جاؤ ان کے حالات معلوم کرو کیونکہ ہر گاؤں کے تم خادم ہو۔ سرگودھا اُس وقت آگے نکلا اور سرگودھا نے قریباً ہر گاؤں سے ملاپ کیا اور ان کی ضروریات اور دکھ کے متعلق رپورٹیں دیں۔

اسی طرح وقفِ عارضی ہے۔ واقفینِ عارضی بھی ایک پہلو سے بعض باتوں میں خدمت کیلئے باہر نکلتے ہیں۔اب اس کے دو بازو بن گئے ہیں ایک وہ جو عام ذرائع سفر کو اختیار کر کے

بسوں میں یا گاڑی کے ذریعہ سفر کر کے اپنے اپنے مقامات تک جاتے ہیں جو اُن کیلئے مقرر کئے جاتے ہیں اور کم از کم چودہ دن وہاں رہتے ہیں اور جب ’’سائیکل سوار واقفین‘‘ کی تحریک کی گئی تو دوسرا بازو بن گیا۔ میں نے کہا تھا کہ سائیکل سوار واقفین عارضی بھی چاہئیں کیونکہ وہ زیادہ وسیع علاقہ اور دائرہ میں کام کر سکتے ہیں۔ میں نے کچھ عرصہ سے اس کی تحریک نہیں کی تھی اب یاد کراتا ہوں (ویسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی ہزار احمدیوں نے اس عرصہ میں کام کیا ہے) لیکن ہمارا قدم آگے بڑھنا چاہیئے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ میں اپنے پیارے احباب جماعت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اِس کام کے لئے آگے آئیں۔ اب چھٹیوں کے دِن آ رہے ہیں۔ ہماری قوم کا ایک حصّہ اور اُسی نسبت سے جماعت کا ایک حصّہ ایسا ہوگا جن کو چھٹیاں ملیں گی۔ جو چھٹیوں سے فائدہ اُٹھانا چاہیں وہ وقف کریں اور وقفِ عارضی کے منصوبہ کے ماتحت مختلف علاقوں میں جائیں یا سال کے دوسرے اوقات میں جائیں۔ زمینداروں کے بعض دوسرے اوقات نسبتاً خالی ہوتے ہیں اور مصروفیت بڑھ جاتی ہے تو زمینداروں کیلئے نسبتاً جو سہولت کے دِن ہیں اُن میں وہ کام کریں تا کہ دُنیاوی سہولت سے فائدہ اُٹھا کر اُخروی سہولت کے سامان اپنے لئے اور اپنے عزیزوں کیلئے وہ پیدا کر سکیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

میری بیماری مختلف عوارض کی وجہ سے کچھ لمبی ہوگئی ہے اور اب وہ دن آگئے جو گرمی کے ہیں۔ گرمی میری مستقل بیماری ہے۔ کل شام کو میں اپنے خدام واطفال سے ملنے چلا گیا تھا۔ اسکے بعد مجھے تکلیف ہوگئی۔ کچھ عرصہ سے یہاں آپ کے سامنے خطبہ نہیں دے سکا تھا اس لئے خواہش پیدا ہوئی کہ آنا چاہیئے۔ یہ گرمی جتنی بھی ہے یہ بھی مجھے تکلیف دیتی ہے کیونکہ کئی دفعہ مجھے لُو لگ چکی ہے۔ جسے انگریزی میں Heat Stroke کہتے ہیں۔ پچھلے سال بھی تین مرتبہ مجھے تکلیف ہوئی جو بہت کمزور کر دیتی ہے اور بہت پریشان کرتی ہے۔ بہر حال یہ بات میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ دوست میری صحت کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ صحت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی اور خدمتِ انسان کی توفیق عطا کرے جو ہمارے نزدیک دونوں ایک ہی چیز ہے۔‘‘

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)